عرس مبارک (حضور قلندر بابا اولیاء)

خواجہ شمس الدین عظیمی

کا مرکزی خطاب

غیب یقین اور مشاہدہ

Audio Mp3

Vol 11

... اعوزذ بااللہ

... بسم اللہ

... تلاوت سورۃ البقرہ

محترم خواتین و حضرات تمام قابل اساتذہ اکرام دوستوں ،بزرگو ں ،بھائیوں اور عظیمی بچوں آپ کے اوپراللہ کی سلامتی نازل ہو اللہ کی رحمتیں آپ کے اوپر بارش کی طرح برسیں۔ آپ کا حال مستقبل روشن طاق ناک ہو جائے ۔اللہ تعا لیٰ آپکو اس مقام پر پہنچائے ۔جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے انسان سے وعدہ کیا ہے ۔پروگرام شروع ہونے میں ناگزی وجوہات کی وجہ سے تخیر ہو ئی ہے ورنہ پروگرام یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ سوا گیارہ یا ساڑھے گیارہ بجے تک پروگرام کو ختم کر دیا جائے گا۔تاکہ کراچی کے معززخواتین و حضرات اپنے گھروںمیں بر وقت پہنچ جائیں کیونکہ لنگر کے سلسلے میں ہمیں بہت زیادہ مہمان گرامی کو سنبھالانا پڑا وہ ہمارا جو شیڈول ہے وہ آگے ہو گیا ۔بات کر نے کے کئی طریقے ہیں ۔ایک بات اس طرح بھی کی جاتی ہے کہ اس کی تفصیلات میں جتنا زیادہ آدمی مصروف ہو جائے کہ بات طویل سے طویل ہو تی چلی جائے ۔ایک بات کا ڈین یہ بھی ہو اکہ تھوڑے سے لفظوں میں بہت کچھ کہہ دیا جائے۔ کیونکہ وقت بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے میری کوشش یہ ہے کہ میںتھوڑے سے وقت میں کم سے کم جملے استعمال کر کے وہ بات ذہن نشی ہو جائے ۔جس کے لئے میں آپ کے سامنے کچھ کہنے کے لئے حاضر ہو اہوں اور جس کے لئے آپ دور دراز ملکوں سے یہاں تشریف لائیں ہیں ۔ابھی میں نے سورۃ البقرہ کا پہلا روکوتلاوت کیاہے یہ روکوع سب کو اگر یاد نہیں ہے تو اس روکوع کو لوگ بار بار سنتے ضرور ہیں۔سورۃ الفاتحہ کے بعد قرآن پاک کا یہ دوسرا باب شروع ہو تا ہے ۔اس کا ترجمہ بہت آسان اور سہل ہے کہ یہ کتاب لاریب فی یہ کتاب ایسی کتاب ہے جس میں شک اور شوبہ نہیں ہے ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ جو قرآن پاک کے علوم

ہیںہوے شک اور شوبہ سے معاورا ہیں ہشک اور شوبہ کی گنجائش قرآن میں
بالکل نہیں ہے ۔اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ذلک الکتاب لاریب وفی یہ کتاب
ایسی کتاب ہے جس مین کوئی شک اور شوبہ نہیں ہے ۔ھودللا لمتقین اور یہ
کتاب ان لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنتی ہے ان لوگوں کو راستہ دیکھاتی ہے
جو متقی ہیں۔متقی کون لوگ ہیں ؟اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں متقی وہ لوگ ہیں
جو میرے غیب پر یقین رکھتے ہیں ۔کوئی بھی ہاتھ یاسین شریف اٹھا کر دیکھ لیں
تو یقین کی

difnation

یہی ہے کہ اس سے انکار ممکن نہ ہویعنی وہ چیز مشاہدہ میں آجائے تو یہ
کتاب ان لوگوں کو ہدایت کا ذریعہ ہے۔ جن لوگوں کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو
جاتا ہے اور جب کوئی آدمی اس کتاب سے ہدایت حاصل کر لیتا ہے ۔تو اس کا
یقین میں اس کے عقیدہ میں اس کے تجربات میں یہ بات شامل ہوجاتی ہے کہ
وہ اس بات کو محسوس کر لیتا ہے اور یہ بات یقین بن کر اس کے علم میں اتر
جاتی ہے کہ زندگی میں جو وسائل میں استعمال کر رہاہوں وہ اللہ کی طرف
سے ہیں اور یہ کتاب اس بات کی ہدایت فراہم کرتی ہے کہ فرشتے بھی
ہیں ،جیسے کتاب آخری کتاب قرآن ہے۔ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے کتابیں
نازل کیں اور اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہے ۔آپ بھی آخرت کی ہے اور ایک اور
دنیا ہے۔ وہ دنیا بھی ان کے یقین اور مشاہدہ میں ہوگی ۔یعنی وہ مرنے کے بعد
کی زندگی کو اس دنیا مین دیکھ لیتے ہیںاولیک...اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں کہ یہی
ہیں وہ لوگ جنہوں نے فلاح پا لی اور ہدایت حاصل کر لیہ بات بہت آسان اور
سیدھی سی ہے کہ کتاب میں شک نہیں ہے ۔جس انسان کے اندر شک ہو گا
وہ اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔...جو آدمی متقی نہیں ہو گا ہوہ اس
کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جس آدمی کے مشاہدہ میں غیب نہیںہو گاہ
وہ متقی نہیں ہو گا اور جو متقی ہو گاجس کا مشاہدہ غیب بن جائے گا ۔اس کا
اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور رد قائم ہوجائے گا اور جب اس کا اللہ تعالیٰ کے
ساتھ رد اور تعلق قائم ہو جائے گا تو اس کے اوپر یہ بات روشن ہو جائے کہ میرے
حیات وممات کا سارا سلسلہ اللہ کے یہاں ہے ۔اللہ نے مجھے پیدا کیایعنی میرے
لئے وسائل بنائے ،اللہ ہی نے مجھے اس دنیا میں رکھا اور اللہ ہی مجھے اس دنیا
سے لے جائے گاہیہ کوئی اسی بات نہیں ہے جس میں بہت زیادہ دماغ لگانے کی
ضرورت ہو، پریشان ہو نے کی ضرورت ہو، اب ان آیات کوپڑھ کر اس کے معنی
اور مفہوم پر غور کرتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فر مایا ہے :یہ چیزیں کیا
ہمیں حاصل ہے یا ہمیں ان کو حاصل کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ...کہ ان
کا یقین ہو تا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کریںوہ اللہ کے دے میںخرچ کرتے ہیں ہ
پیدائش کے مرحلہ آپ غور فر مائیں تو جب ماں کے پیٹ میں بچہ آگیاہ تو بچہ کی
نشوونما کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے وسائل فراہم کئے ہیںہ وہ سب کے سب اللہ

نے بنائے ہماں بھی اللہ نے بنائی اوور نو مہنیے تک اللہ تعالیٰ نے ماں کے بیٹ میں
گنگنوش کا جو انتظام کیا ۔اس میں کسی بھی طرح اس بچے کو کوئی بھی عامل
داخل نہیںہے ،تو جب آدمی پیدا ہو ا اس دنیا مین ظاہر ہوا اور جب ظاہر ہوا تو
اس بچے نے اپنے لئے کوئی ایک نئی چیز نہیں بنائی ۔جب پیدا ہوا تو زمین
تھی ،جب پیدا ہو ا تو ہوا بھی تھی، آسمان بھی تھا اور اسکی غذا کے لئے ماں کے
سینے کو محفوظ رکھی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فر ما رہے ہیں کہ ان کا یقین
بن جاتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کے اپنے یقین میں شک کی
داراریڈال دی ہیں۔ اس لئے اس کے ذہن سے یہ بات اوجھل ہو جاتی ہے کہ
حیات و ممات کا مالک اللہ ہے۔ اور میں ایک ایسی تخلیق ہو جو ہر ہر قدم پر
محتاج ہوں۔ قرآن پاک کو پندرہ سو سال ہو گئے نازل ہو ئے ، لوگ پڑھ رہے
ہیں ،تفسرے کر رہے ہیں ہر زبان میں ترتیبیں ہو گئے ہیں ۔لیکن بڑی عجیب
بات ہے کہ قرآن کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو ذخیرہ محفوظ فر مایا ہے عرفان نفس
،عرفان الہی،عرفان کائنا ت کاا س سے لوگ بے خبر ہیں ۔کیوں بے خبر ہیں ؟
اس لئے بے خبر ہیں کہ انسان سارا کا سارا شک کا بنا ہوا ہے ۔قرآن نے اس کی
تکمیل کر دی ہے کہ جس آدمی میں شک ہو گا وہ قرآن سے استفاء نہیںہو
سکتا۔ ذلک الکتاب لا ریب وفی اس کتاب میں شک اور شوبہ کی گنجائش ہی
نہیں ۔کس بندے کے اندر شک اور شوبہ نہیں ہو گا اس کے اندر یقین کی طاقتیں
پیدا نہیں ہو نگی ۔اور جب یقین کی طاقت پیدا ہو گئی تو سب سے غیب سین
مشاہدے میں آئے گا اور جب غیب سے مشاہدے میں آجائے گااس کا تعلق اللہ سے
ہو جائے گا اس کو اس بات کا یقین بھی حاصل ہو جائے گا کہ میری زندگی کا
درومدار ،میری پیدائش ،میری نشوو نما ،میری جوانی ،میرابوڑھاپاسب اللہ نے دئے
اللہ ہی چاہتا ہے انسان دنیا میں آتے ہیں ۔اب یہ زمین ہے اب دیکھئے اب زلزلہ
آیا تھا ۔یہ دہشت ساری دنیا میں پھیل گئی ۔اگر اللہ تعالیٰ نے چاہے یہ زمین
رکھنا کو بارش برس جائے طوفانی بارش تو ساری دنیا ختم ہو جائے گی طوفانی
ہوا آجائے تو ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔سورج نے نکلے ،چاند نے نکلے اس گلوب
سے آکسیجن ختم ہو جائے تو انسان کا وجود کیا ہے ؟تو قرآن کا فائدہ ہمیں اس
لئے نہیں پہنچ رہا ہے ہمارے اندر وہ یقین کا

pattern

نہیں بنا جو یقین

pattern

میں مشاہدہ بھی کرتا ہےاور قیامت تک بھی اگرانسان قرآن کی ہدایت کے خلاف
عمل کرتا رہا تو قیامت تک اسے قرآن کی ہدایت نہیں ملے گئی ۔قرآن کی
ہدایت کا فارمولا ہی یہ ہے سب سے پہلے انسان کے اندر شک شوبہ کا انسان
کے اندرشک نہ ہوانسان کے اندر مشاہدہ نظر کانپ اٹھے ۔غیب میں بھی منے
دیکھتا ہوں اللہ کا تعلق غیب میں بھی دیکھتا ہے اورساتھ ساتھ غیب میں دیکھنے

کے ساتھ ساتھ اسکا اللہ کے ساتھ تعلق بھی قائم ہے یہ غیبی دنیا بھلے وہ
آسمان دیکھتا ہو اور اللہ سے تعلق قائم نہ ہو تو غیب کی

dafination

پوری نہیں ہویقین اور غیب کی

dafination

ہی یہی ہے کہ غیب میاس کی نظر کام کرتی ہو اور وہ اللہ کو دیکھے ناس
کی قربت حاصل ہو اور ایک تعلق قائم ہو قلبی اللہ کے اور اس بات کو قرآن
پاک میں کئی جگہ فر مایا ہے:کہ میں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں ہتم
ایک خلاء سے بنا ہوا پتلا تھے ہمیں نے تمہیں خلا ء سے بنا یا پتلا بنایا میںنے اس کے
اندر اپنی جان ڈال دی اپنی روح ڈال دی بروہ وقت جان میںسے اپنی جان میں سے
جان ڈال دیہاللہ تعالیٰ یہ بھی فر ماتے ہیں : کہ میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے
دیکھتے کیوں نہیں ؟اللہ تعالیٰ یہ بھی فر ماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اگر قلب کے
ساتھ کیا جائے تو قلب تو نصیبۓ ہو جاتا ہے اس کی دنیا روشن ہو جاتی ہے تو یہ
تو یقین کی صورت حال ہے اس کو بیدار کرنا متحرکۓ کرنا ہی روحانیت اور تصور
ہے ہدنیا کو کوئی بھی علم آپ کے اندر مشاہدہ کی نظر ہےہ وہ بیدار نہیں دنیا
کو کوئی بھی علم یقین کاآپ کے اندر وہ

pattern

نہیں بناتا وہ

pattern

زمین سے باہر بھی دیکھتاہے ،زمین کے اوپر بھی دیکھتا ہے، زمین کے اندر بھی
دیکھتاہےہےروحانیت ایک ایسا علم ہے کہ جب آدمی اس کو پڑھتا ہے اور اس کی
تحصیل کرتا ہے تو سب سے پہلے انسان کے اوپر سے شکوک اور شو بہات کی
کرش اور جب شکوکۓ اور شوبہات کی کرش بن جاتی ہے تو اس کے اندریقین کا

pattern

ہے اور جب یقین کا

pattern

بنتا ہے تو ظاہرہے اس یقین سے وہ فرشتے بھی دیکھتا ہے ،عرش بھی دیکھتا ہے،
کرسی بھی دیکھتا ہے ...اور انتہاہ یہ کہ وہ اللہ کو بھی دیکھتا ہے...ویکم
نصلات...اس کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو تا ہے ہاگر یقین کی دنیا روشن نہ ہو
اس کے لئے اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں :ختم اللہ الاکل بی حی...کہ جب انسان شک
پر کرستار ہو جاتا ہے اور شک اس کا احاطہ کر لیتا ہے ہتو اللہ تعالیٰ اس کو

اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے تب اس کے کل...دل پر مہر لگ جاتی ہے کانوں پر
اس کے مہر لگ جاتی ہے ،آنکھوں پر اس کے دبیز پردے ڈال دئے جاتے ہیں تاکہ
اب وہ غیب کی دنیا کا مشاہدہ کی نہ کر سکے ۔تو آج کے دور میں اگر ماحول
دیکھا جائے توجو مسلمانوں

کی حالت اظہار ہے ایسا لگتا ہے کہ مسلمان بز گئے ختم اللہ الا کلوبی ...
روحانیت کا اصل اصول یہ ہے کہ اگر آدمی کے اندر شک ہو گا۔ اگر آدمی کے اندر
شک ہو گا تو کبھی وہ غیب کی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتا ۔شک سے مراد یہ
نہیں ہے کہ معاف کیجئے گا کہ اگرآپ میرے گھر میں چوری ہوجائے گی تومجھے
احتیاط کے لئے سپاہی رکھ دوں یا تالا لگا دو یا کنڈی لگا دوں ۔یہ شک نہیں ہے
اس کو احتیاط کہتے ہیں ۔احتیاط بالکل الگ چیز ہے اور شک بالکل الگ چیز ہے۔
قرآ نی فرمولے کے مطابق کوئی آدمی اس وقت تک روحانی نہیں ہو سکتا ۔جب
تک اس کے اندر شک ہو ۔اب ما شا اللہ ہم یہاں اتنے سارے لوگ بیٹھے ہو ئے
ہیں۔ ہر آدمی اپنے آپ کوٹاٹو لے کہ اس کے اندریقین کتنا ہے؟ شک کتنا ہے؟
دیکھے ذرغور کریں ایک منٹ کے لئے مجھے تو شک میں بھی آپ کو بھائی ہوںشک
کے علاوہ یقین کا کوئی اشارہ ہی نہیں ہے ۔ہر آدمی شک کی زندگی گزارتا
ہے ۔مستقبل کا خوف کیا ہے یہ بھی شک ہے ،نقصان کا خوف یہ بھی شک
ہے ،بہت امیدیں یہ بھی شک ہے یہ بات طے ہو گئی۔ آپ لوگوں کے سمجھ میں
آگئی کہ یقین آگے ہے جس آدمی کے اندر شک ہوگاوہ روحانیت حاصل نہیں کر
سکتا ۔کیوں بھئی یہ بات سمجھ میںآگئی یا اور وضاحت کریں۔جی سب بولیں ایک
ساتھ بات یہ سمجھ میں آگئی ۔کہ شک جس آدمی کے اندر ہو گا وہ روحانی
، آدمی نہیں بنے گا۔ دنیا کا کوئی بھی آدمی بن جائے ۔عالم فضل بن جائے

phd

بن جائے ۔کچھ بھی بن جائے بر حال وہ روحانی نہیں بنے گا ۔تمام انبیاء جتنے
تشریف لائے انہون نے اسی بات کی تلقین کی ہے کہ انسان کے اندر اگر یقین نکل
جائے ۔یقین نکل جائے تو وہ اللہ کے عرفان سے محروم ہے اور جس انسان کے
اندر یقین شامل ہو جاتا ہے اس کی زندگی میں تو وہ اللہ کی صفات کا عارف
بن جاتا ہے ۔اب اس قوم اور اس مسئلے کو کیسے حل کریں کہ شک سے نکل کے
یقین کے

pattern

میں داخل ہو جائے۔ ہماری زندگی کا یہ مشاہدہ ہے کہ جب ہم کھاتے
ہیں ،پیتے ہیں،چلتے ہیں ،پھرتے ہیں ہما ری اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد عطا فر ماتا
ہے ۔یہ سارے کام محز جسمانی وجود کے نہیں ہیں ۔جسمانی وجود ایک طرح
سے ایک

medim

کا کام کرتا ہے۔ اس کی مثال دیکھئے کئی بار آپ کو بتا چکا ہوں کہ دنیا کی
تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی مردے ماننے بچے جنم دیا ہوا ،
پوری تاریخ انسانی میں ایک مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی مردے آدمی نے کھانا
کھا یا ہو،پوری تاریخ انسانی میں کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ کسی مردے جسم
نے سوچا ہو ،کچھ لکھا ہو ،کوئی تقریر کی ہو ،پوری انسانی توریخ میں کوئی
بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ وہ مردے آدمی نے کار چلائی ہو ،جہاز چلا یا
ہو ،پیدل چلا ہو یعنی زندگی کہ جتنی بھی حرکات و سکنات ہیں ۔جب آپ ان کے
اوپر غور کریں گے تو آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ جسمانی وجود کی کوئی
اپنی ذاتی حرکت نہیں ہے ۔روح جب چاہتی ہے جسم حرکت کرتا ہے۔روح نہیں
چاہتی جسم حرکت نہیں کرتا ۔اب یہ ایسی بات ہے کہ اگر ہم اپنی زندگی کا
موازنہ کریں ۔پیدائش سے لیکر مرنے تک کی زندگی کا محاسبہ کریں اپنا محاسبہ
کریںانتصاب کریں تو ہمارے یقین میں یہ بات شامل ہو جائے گی کہ یہ جسمانی
وجود کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔حیثیت کس کی ہے روح کی حیثیت ہے ۔جب آپ
کے ذہن میں جسمانی وجود کی حیثیت ختم ہو جائے گی اور روحانی وجود کی
حیثیت قائم ہو گی ۔تو یا ملا روح آپکے سامنے روح آجائے گی ۔ روح نور کے علاوہ
کچھ نہیں ہے اور روح غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔اب مثلاً ہم یہاں اتنے لوگ
بیٹھے ہو ئے ہیں۔ تو جب ہم یہ تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم زندہ ہے تو ہم اس بات
کو دوہرا رہے ہیں کہ ہمارے اندر جو روح ہے ۔جو غیب ہے ۔اس

غیب نے ہمیں زندہ رکھا ہوا ہے ۔اس لئے کہ روح تو ہمیں نظر نہیں آتی اور جب
وہ غیب اس جسم سے رشتہ توڑ لیتا ہے تواس جسم کی کوئی اپنی حیثیت نہیں
برقرار نہیں رہتی ۔اب اس بات کو آپ لوگ غور سے سنے کہ زندگی میں کوئی
ایک حرکت آ پ نے لاکھوں لاکھوں حر کتیں کیں ہیں ۔کوئی ایک حرکت ایسی
تلاش کریں ۔جو حرکت آپ نے روح کے بغیر کی ہو ۔جیسے کہ
سونا ،جاگنا ،چلنا ،پھرنا ،کاروبار کرنا ،سوچنا ،عقل مندہو نا ،بے وقوف ہونا ،پاگل
ہونا کوئی بات ایسی نکلتی ہے۔ بھئی جتنے لوگ سمجھ گئے ہوں ہاں یا نہیں
کریں تو دو آدمی انکار نہیںتو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات نہیں آپ کو تقریر
آج تقریر کرنے کا میرا

mond

نہیں تھا طبیعت میری خراب ہے تو میں یہ چاہتا رہا ہوں بات پر بات کریں ہم
آج آپ ایک دوسرے سے باتیں کریں اور باتوں میں سے کچھ نکالیں۔آپ یہ بتائیں
پوری زندگی میں ایک کروڑ حرکات و سکنات ہیں کسی بندے نے اس ایک کروڑ
حرکات و سکنات میں ایک حرکت روح کے بغیر کی ہے۔سیدھی سی بات ہے یہ
جو جسمانی وجود جو ہے اس کی حیثیت انسان ہے اصل زندگی ،اصل لائف ،اصل
حیات ،اصل توانائی ،انرجی اس کا کچھ بھی نام رکھے وہ روح ہے صرف روح

ہے ۔جب آپ روح کو تلاش کر لیں گے تو روح غیب ہے ۔اس لئے کہ ہمیں نظر
نہیں آرہی ایسا غیب ہے ۔جس کو اگر تلاش کیا جائے تو وہ نظر آجاتا ہے پھوک
مار کے تو جب کوئی بندہ اپنی روح سے وا قف ہو گیا تو کس چیز سے واقف ہو
گیا ؟اللہ کی جا ن سے واقف ہو گیا ۔جب اللہ کی جان سے واقف ہو گیا تو اللہ
سے واقف ہو گیا۔یہ جتنے اولیاء اکرام تشریف لائے ۔اس دنیا میں جتنے انبیاء
تشرتف لائے ۔اس دنیا میں ان کا جو فر مان ہے ،ارشاد ہے، تخلیق ہے ،مشن ہے،
وہ یہی ہے کہ جسم مادی جسم جو ہے وہ روح کے ساتھ واقف ہے روح مادی
جسم سے واقف نہیں ہے ۔یہ بات طے ہو گئی اب یہ سوچنا ہے جب بچہ پیدا ہوا
اس وقت تو مادی وجود سے وہ واقف نہیں تھا ۔اسے پتا ہی کچھ نہیں تھا کہ
میں کیا ہوں ؟آہستہ آہستہ وہ مودی وجود سے واقف ہوتا چلا گیا ۔جب بچہ
اس دنیا میں آیا تو بلینک تھا۔ سب کہتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو نہ اس
کے دماغ میںنہ کوئی صورت ہو تی ہے نہ کوئی نقش ہو تا ہے نہ کوئی تحریر ہو
تی ہے نہ کوئی لبان ہوتا ہے بلینک ہوتاہے ۔حضور ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ بچہ
جب پیدا ہوتا ہے تو بالخلوص سے پیدا ہوتا ہے اور والدین اسے ہندو مسلمان
عیسائی وغیرہ کر دیتے ہیں تو بچہ بلینک ہوتا ہے ۔اب اس بلینک یا دماغ کے اس
حصے کو اگر آپ شعور کا نام دیں دئے ۔تو اس کا مطلب ہے کہ بچے کے اندر
شعور ہو تا ہی نہیں ہے۔ کہ جب وہ بچہ پیدا ہو تا ہے جب وہ بچہ آواز سنتا
ہے ،جب وہ آنکھ کھول کے اس ماحول کو دیکھتا ہے ،جب وہ اپنے عزیزوں کو
پہچانتا ہے ۔اس وقت اس کے اندر شعور کی طاقاتیں بن جاتی ہے۔ اس مرتبہ
روحانی ڈائجسٹ میں جو صدائے جرس لکھا گیا ہے ضرور آپ لوگ پڑھیں۔ اس
میں اس کی بڑی ڈیٹیل ہے ۔شعور لا شعور کی کہ جب بچہ پیدا ہو تا ہے تو اسے
سب سے پہلے اپنی ماں کا احساس ہو تا ہے۔ خوشبو کے ذریعے یعنی خوشبو جو
ہے ما ں کی خوشبو جو ہے۔ بچے کی شعور کی پہلی کڑی ہے۔ اس کے بعد آذان
ہو تی ہے بچے کے کان میں تکبیرہو تی ہے یا جو بھی طریقہ کوئی گھنٹیاں بجا
دیتے ہیں وہ شعور کے لئے تو دوسری کڑی ہے۔ جب بچہ بڑا ہو تا رہتا ہے اسی
ملازمت سے شعور بڑھتا رہتا ہے۔شعور کے اوپر نقوش گہرے ہو تے رہتے ہیں ۔
لیکن وہ جو شعور ہے۔ پیدائش سے پہلے کا عالم ارواح کا وہ آہستہ آہستہ
مدھم اور کم ہو جاتا ہے ۔بارہ سال کی عمر میں انسان اس شعور سے واقف
ہو جاتا ہے ۔جس کو دنیاوی شعور کہا جاتا ہے اور جسے جسے اس کی عمر
بڑھتی ہے۔ اس کا

شعور بڑھتا رہتا ہے ۔اور لا شعور گٹھتا رہتا ہے ۔ تو جب انسان با شعور ہو جاتا
ہے۔ تو شعور کی عمر ناپی جاتی ہے ۔چالیس سال یعنی اس چالیس سال میں
انسان جو ہے وہ مغلو ہو جاتا ہے اور جو دنیا کا شعور ہے وہ مغلو ہو جاتا
ہے ۔اب اگر ہمیں شعور کو بالغ شعور، لا شعور سے مغلوکرنا ہے ۔تو ہمیں ان

تمام مراحل سے گزرنا ہو گا ۔جس طرح ہم نے لاشعور کو غالب مغلو کر کے لا
شعور کو اٹھا یا ہے۔ اب اس کا ایک ہی طریقہ ہے طریقہ یہ ہے کہ آپ شعور
کو مغلو کریں۔ جسے جسے آپ شعور کو مغلو کریں گے ۔شعور غالب ہو تا چلا
جائے گا ۔شعور کی بنیادی بات جو ہے وہ شک ہے لا شعورمیں شک نہیں ہوتا ۔
روح میں شک نہیں ہو تا ۔روح تو غیب کو بھی دیکھتی ہے اور ظاہر کو بھی
دیکھتی ہے ۔ظاہر کو جب روح دیکھتی ہے تو اس جسم کو میڈیم بنا لیتی ہے ۔
اور جب غیب کو دیکھتی ہے تو براہ راست اور اس کی جو پرکٹس ہے ۔تصاصف
اور تواتر ہے۔ وہ ہر انسان سے گزرتا ہے ۔ مثلا ہم سو جاتے ہیں سونے کے بعد
ہماری آنکھیں بھی بند ہو تی ہے ،ہمارا جسم بھی ساکت ہو تا ہے ۔لیکن ہم
اپنے قالب سے نکلتے ہیں مکے پہنچ گئے یا مدینے پہنچ گئے، کبھی لندن پہنچ گئے،
کبھی کہیں پہنچ گئے ،کبھی آسمان پر پہنچ گئے اور یہ پہنچناوہانکے جو اعمال و
اشکال جو ہم کرتے ہیں ایسا نہیں ہے۔ کہ وہ ایسی بے کار بات ہے اس کا
مضبوط تاثر ہو تا ہے ۔روحانی علوم کا منشاء صرف اتنا ہے کہ انسان جس
طرح پیدا ہو نے کے بعد آہستہ آہستہ شعو ر کوغالب کہے لیتا ہے اور لا شعور کو
مغلو کر لیتا ہے اسی طرح پلٹ کر وہ اپنی ماضی میں جائے اور شعور کو غالب
کرے اور لا شعور کو مغلوکرے ۔شعور کو مغلوکرنے کا اس کا منشاء یہ ہر گز
نہیں ہے کہ وہ دنیا سے اس کی تواجہ ہٹ جائے گی۔ تواجہ نہیں ہٹے گی ۔اس
لئے کہ لا شعور کے تقاضے ہی تو شعورکے اندر منتقل ہو کر شعور بن رہے ہیں ۔
پتا ہے پھر وہی بات ہے کیا آپ کھا نا کھا ئے ہے اگر آپ کے اندر روح نہ ہو تو آپ
کھا نا کھا سکتے ہیں ؟آپ کپڑے پہنتے ہیں اگر آپ کے اندر روح نہ تو کیا آپ کپڑے
پہن سکتے ہیں ؟تو روح کے تقاضے کی تکمیل کر رہا ہے شعورلیکن وہ اس طرح
تکمیل کر رہا ہے کہ وہ روح کو نہیں دیکھ رہا ۔لیکن آواز تو وہ سن رہا ہے
لیکن اس بات کا علم نہیں کہ آواز آ کہاں سے رہی ہے یہ مراقبے کے ذریعے
رایازت وجہات کے ذریعے انسان کے اندر اتنی ساکت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ
کچھ عرصے کے بعد اسقابل ہو جاتا ہے کہ اس کا شعور مغلوہو جاتا ہے اور لا
شعور غالب ہو جا تا ہے ۔جب لا شعور غالب ہو جاتا ہے کیونکہ لا شعور روح ہے
تو اس کے لئے غیب کی دنیا میں دیکھنا اور غیب کی دنیا سے معنوس ہو نا ،غیب
کی دنیا سے تعلق قائم کرنا نہایت آسان عمل بن جاتا ہے ۔اور اس کا طریقہ
کاراور اللہ پیغمبروں نے بتایا ہے تفکر ہے، سوچ وچار ہے اور یکسوئی کے ساتھ
کسی ایک نقطے پر ذہن کو مر کوز کرنا ہے ۔بہت آسان عمل ہے اور اللہ تعالیٰ
ہم سب کو تو فیق عطا فر مائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے ۔آج کل
ذرامیری طبیعت اسی ہو رہی ہے ۔دل تو میرا بہت چاہتا ہے لیکن میں تھک بھی
جاتا ہوں میرا خیال ہے آج کی مجلس میں دیر بھی بہت ہو گئی ہے ۔کئی بارہ
بج گئے ہیں۔ اس مجلس کو اختتام کرتے ہیں ۔اور یہ بات آپ کے ذہن میں ذہن
نشی کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جسم کا اور روح کا رشتہ ضرور تلاش کریں اور یہ
تلاش کریں۔ جسمانی وجود کاکوئی عمل اپنے جسم کا ذاتی ہے۔ تو اگر ایک کروڑ

عمل بھی آپ ڈھونڈ گ تلاش کریں گ تو آپ کو نیں مل گا ک ایک بھی حرکت
ایسی جو جسمانی وجود جو کر ک دیکھا سک روح کو تلاش کرنا جس
میں ن بتا یا مرا قب کرنا اللہ تعالیٰ م سب کو حضور قلندر بابا اولیاء کی
تعلیمات س آگا کریں سیدنا حضور علیم الصلوٰ ۃ والسلام ک نقش قدم پر
 چلائانبیاء

کی طرز فکر میعطا فر مائ ماری خطائوں کو ماری لبزشوں کو معاف فر
مائ اللہ تعالیٰ ماری اولاد کو سعادت مند بنائ اور اللہ تعالیٰ میں مار
حضور کا عرفان نصیب فر مائ آپ سب حضرات کا بت شکری اختتام